

قیمت سالانہ تین روپئے　　　　رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۴۶ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شایع ہوتا ہے ۱۲ اپریل ۱۹۱۸ء سنہ | نمبر ۱۵

گلدستہ اخبار

وزیر اعظم نے آسٹریلیا۔ جنوبی افریقہ اور ہندوستان سے افواج کے لئے اپیل کی ہے جسکا خاطرخواہ جواب دیا گیا۔

مسٹر گیرارڈ نے نارویڈا میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جنگ تین سال اور رہیگی۔

۱۵۰ امریکن جہاز بہ استثنا آبدوز کشتیوں کا تعاقب کرنے والی کشتیوں کے اب یورپین سمندروں میں ہیں

برطانوی ہوائی جہازوں کے بیڑہ نے حال ہی میں کورٹرنے (جرمنی) پر حملہ کیا اور ۴۸۰ آدمی ہلاک کئے گئے ان ہوائی جہازوں کی یورش سے کورٹرنے میں بڑی بھاری سنسنی پیدا ہوگئی ہے۔

ماسکو میں جرمنوں نے وہاں کے ذرقوں کو رخاؤ اور اتحادی رعایا کو قتل عام کرنیکی ترغیبیں دی ہیں

انگلستان میں بیئر۔شراب۔کافی۔چاء۔چینی اور دیگر اشیا پر اضافہ محصولات کیا جائیگا۔

اس اور انکم ٹیکس میں زیادتی کے سبب سے ایک ارب پونڈ حاصل ہوجانے کی امید ہے۔

چند یورپ رنیگال کے دو جزیروں میں آندھی کے روز سخت طوفان کے سبب سے گھر گر گئے ۳۰ ہلاک

روسی گورنمنٹ نے سائبیریا میں جاپانیوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا ہے۔

برٹش فوجیں ۵ اپریل کو ولاڈی ووسٹوک (سائبیریا) میں پہونچ گئی ہیں۔

یہ برٹش فوجیں خصوصاً ریلوے سٹیشن اور برٹش سفیر کی حفاظت کریں گی۔

جاپانی افواج کے سائبیریا جانے کی یہ وجہ بیان کی جاتی ہے کہ وہاں جاپانیوں پر ظلم ہوتا تھا۔ مثلاً ایک جاپانی خاندان کے سارے بچے اُن کی والدہ کے سامنے مار ڈالے گئے۔

مدراس میں نئے قرضہ جنگ کی فراہمی کے لئے ایک کمیٹی قایم ہوگئی ہے۔

کالیکٹ اور بایپور (جنوبی ہندوستان) میں چوبی جہاز بنانے کا کام پھر شروع ہوگیا ہے۔

سائبیریا میں جاپانی اور اتحادی فوجوں کے جانیکا اصل منشا امن بحال کرنے کا ہے۔ اور کچھ نہیں۔

تمام ہندوستان میں ۳۲۴۶۸۸۰۰۰ ایکڑ زیر کاشت گندم ہے۔

ہاتھرس کی میونسپلٹی پیرس سے چلی گئی ہے۔ اور باشندگان شہر نکل گئے ہیں۔

حال ہی میں فرانسیسی ہوائی جہازوں کے بیڑہ نے کارلسروہ کے ریلوے سٹیشن (جرمنی) کو سخت برباد کر دیا ۴۰ آدمی ہلاک ۱۰۰ زخمی ہوئے

ایک جرمن اخبار میں ایک جرمن کپتان کی رائے درج ہے کہ آبدوز کشتیوں سے ہم برطانیہ کو مجبور نہیں کر سکتے۔

اس کی یہ بھی رائے ہے کہ برطانیہ عظمیٰ اور جرمن کو اب صلح کر لینا چاہیئے۔ کیونکہ وہ ایک دوسرے کو ہلاک نہیں کر سکتے۔

تار برقیات

مغربی میدان

لنڈن ۸ اپریل - رائٹر کا کارسپانڈنٹ مقیمی برٹش صدر مقامات کہتا ہے کہ اس صبح کی عین صبح سے پہلے دشمن نے دریائے سوم کے شمال کی جانب سخت گولہ باری شروع کی جو ایک گھنٹہ تک جاری رہی - مگر میں ابھی تک اس کے معنی نہیں سمجھ سکا - ہماری فوجیں ہمیشہ بلا توقف بیدار ہیں کہ جرمن بڑے پیمانہ میں بہت جلد جارحانہ حملہ شروع کرنے والا ہے - ہم نے آرمنٹائرز پر جرمن کے گیاس گولہ باری کا جواب گیاس گولہ باری ہی سے دیا۔

اب ہم بخوبی جانتے ہیں کہ دشمن کے ۵ اپریل کے حملہ کا اصلی مدعا ایبوٹ ڈاچوں کورٹ اور میلی میلٹ اور کولن کیمپ کی گرد و نواح کی بلند زمین ہے اگرچہ دشمن کی فوج اس حملہ میں بے شمار تھی تو بھی وہ بہت ہی تھوڑا آگے بڑھا - اس وقت سے ہمارے بالمقابل حملوں نے دشمن کی فتوحات کو بہت ہی کم کر دیا ہے - جو جرمنی قیدی اس کے بعد گرفتار کئے گئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جرمنی کی اس ناکامیابی نے تمام تجاویز کو بالکل تہ و بالا کر دیا ہے - کیونکہ اس حملہ سے جرمنی سیکنڈ آرمی ایسی ٹوٹ گئی ہے کہ کچھ دنوں تک اُن کی اور حملت کوششیں ناممکن ہو گئی ہیں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ دشمن کے خط کے پیچھے بہت ابتری اور بے قراری پھیلی ہوئی ہے - اور اکثر لوگ نہیں جانتے کہ وہ کہاں ہیں ۹۹ ویں انفنٹری ریزرو کے ہے جس میں وہ تمیس آدمی شامل ہیں جنہوں نے برلن کی ہڑتال میں حصہ لیا تھا ایک منظر نامہ بھیجا گیا ہے۔

لنڈن ۸ اپریل - ایک برٹش مراسلہ مظہر ہے کہ جنگی محاذ کے متفرق مقاموں پر خصوصاً باپوم کی گرد و نواح میں دشمن کی آتشباری اور کمیں نہیں ہے

لنڈن ۹ اپریل - گزشتہ شب کا ایک فرانسیسی مراسلہ راوی ہے کہ زیرین کاؤسی جنگل کے علاقہ میں آلیٹے کے شمال میں دشمن کا دباؤ بدستور ہے - ہماری ہر اول فوجوں نے مقابلہ کر کے دشمن کی پیشقدمی میں توقف پیدا کر دیا - دشمن کا شمار بہت ہی زیادہ تھا - مگر ہم نے بھی اُس کا بہت ہی نقصان کر دیا محاذ دریائے سوم اور مونٹ ڈائیڈیر اور نویاں کے درمیان جانبین سے خاصی گولہ باری ہوتی رہی۔

لنڈن ۹ اپریل - باد پیمائی کے متعلق ایک مراسلہ میں سر ڈگلس ہیگ کہتا ہے کہ ہماری بہت نیچی اُڑنے والی مشینوں نے جنگی محاذ پر دشمن کی فوج اور بار برداری پر دس ٹن بم گرائے اور اُن پر فائر کئیں - ہم نے دشمن کی تین مشینیں آ ماریں اور نو کو بھگا دیا - ہماری چار مشینیں گم ہیں - رات کے وقت اُڑنے والی مشینوں نے ڈوئی ریلوے سٹیشن پر ½ ۵ ٹن بم پھینکے۔

اتحادی اور جاپانی فوجیں سائبیریا میں

لنڈن ۱۸ اپریل ٹوکیو - اس امر کی تصدیق ہو چکی ہے کہ برٹش فوجیں ۵ اپریل کو ولاڈی ووسٹوک (روس) میں اتر گئی ہیں - اُن کا منشا صرف ریلوے سٹیشن اور اپنے سفیر کے گرد و نواح کی حفاظت کرنا ہے - توقع کی جاتی ہے کہ جاپانیوں کا وہاں اُترنا صرف امن پیدا کرنے کی غرض سے ہے - کہتے ہیں کہ چونکہ بلشیویک نے جاپانی باشندگان کے ساتھ بہت برا سلوک کیا تھا - اس لئے جاپانی فوجیں وہاں اُتری ہیں بعض حملے روس کے ایسے طور پر ہوئے کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یقیناً جرمن قیدیوں سے کئے گئے ہیں - مثلاً ایک جاپانی خاندان کے سارے بچے اُن کی والدہ کی آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے گئے - اور والدہ نے کوئے اُس دردانگیز اور ناقابل برداشت سلوک سے خودکشی کر لی۔

لنڈن ۱۸ اپریل - ماسکو - کمشنر معاملات خارجہ نے اتحادیوں کے ولاڈی ووسٹوک میں اُترنے پر اتحادی نمائندگان پر علی الاعلان اعتراض کیا ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ فوجیں وہاں سے فوراً نکال لی جائیں - اتحادیوں نے جواب دیتے ہوئے کہا ہے کہ اُن کا یہ اترنا مقامی پیچیدگیوں کی وجہ سے محض مقامی معاملہ ہے - انہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ معاملہ بہت جلد فیصل ہو جائیگا۔

لنڈن ۸ اپریل - پیٹروگراڈ - گورنمنٹ روس نے اعلان کر دیا ہے کہ تمام سائبیریا حالت جنگ میں ہے - اور سائبیریائی سوویٹوں کو حکم دیا ہے کہ جاپانیوں کے مقابلہ کے لئے ریڈ گارڈوس کے دستے بنائیں۔

مراکو میں جرمن سازشیں

لنڈن ۸ اپریل - ٹانجیر سے جو ایک تار برقی ٹائمز کو موصول ہوئی ہے اُس میں بیان ہے کہ جرمنوں نے مراکو میں فیسولی اور دیگر فرقوں کے سرداروں کے سامنے تجاویز پیش کی ہیں کہ چونکہ جرمنی فرانس میں فتوحات کر رہا ہے اس لئے تم تجارت جاری رکھو اور اتحادی رعایا کو قتل عام کرو اور مراکو کی آزادی کا اعلان کر دو اور کسی جاتے جرمن

ایڈیٹوریل نوٹس

اتحاد مشن و انڈین چرچ کمیٹی کی رپورٹ

جیسا کہ نام ہی سے ظاہر ہے یہ کمیٹی مشن اور ہندوستانی کلیسیا کے درمیان جو پرسبٹیرین کلیسیا سے متعلق ہے۔ اتحاد پیدا کرنے کے لئے مقرر ہوئی ہے۔ رپورٹ ہذا کے مطالعہ سے صرف یہی معلوم نہیں ہوتا کہ مشن اور انڈین چرچ میں اتحاد قایم ہو جائے۔ اور وہ ملکر بشارت انجیل کا کام کرے۔ بلکہ اس سے بڑھکر اس اتحاد کا اعلےٰ مقصد یہ ہے کہ ہندوستانی کلیسیا سلف سپورٹنگ۔ سلف گورنینگ۔ اور سلف پروپیگیٹنگ ہو۔ یعنی ہر معنی میں اپنے پاؤں پر آپ کھڑی ہو جاوے۔ بشارتی کام اور کلیسیائی بہبودی اور ترقی اور تمام کام کا خود انتظام کرے۔ اور رفتہ رفتہ مشن سے بالکل الگ ہو جائے۔ جب ہندوستانی پرسبٹیرین کلیسیا اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جائے۔ بخوبی چلنے اور دوڑنے لگ جائے۔ اور اپنے عندیہ اور مطالب کو خوب چلانے لگ جائے تو مشن اس کو اپنے طور پر چھوڑ دے جیسے کہ والدین اپنے اُن بچوں کو چھوڑ دیتے ہیں جو جوان ہوکر پڑھ لکھ کر یا کام سیکھ کر۔ ملازمت یا کوئی پیشہ یا تجارت کرنے اور اپنے آپ کو بخوبی سنبھالنے لگ جاتے ہیں اس میں کچھ شک نہیں کہ ہندوستانی کلیسیا خصوصاً ہندوستانی پرسبٹیرین کلیسیا اور بالخصوص لودیانہ اور پنجاب کی کلیسیا کی عمر اس وقت اسی برس سے زیادہ

کی ہے۔ اور وقت کے خیال سے تو ہمیں اُستاد ہونا چاہئیے تھا۔ مگر اب اس بات کی حاجت ہے کہ ہم ابھی سیکھیں۔ چنانچہ مشن اب ہم کو سکھلاتی ہے کہ اس طرح سے بولنا چاہئیے۔ اس طرح چلنا چاہئیے۔ اور اس طرح انتظام اور کام کرنا چاہئیے۔ ہمیں اس کام پر مشن کا شکریہ ادا کرنا اور اُن سے بہت جلد جلد سیکھنا چاہئیے۔ تاکہ ہم بہت جلد نہ صرف چلنے ہی کے بلکہ دوڑنے اور خوب دوڑنے کے قابل ہو جائیں جس بات کی کلیسیا میں ایک عرصہ سے تحریک اور خواہش اور جوش پیدا ہو رہا ہے۔ وہ اب ظہور میں آ رہی جس بات کی ہندوستانی کلیسیا مدت سے آرزو مند ہے وہ آرزو آج بر آنے لگی ہے۔ کلیسیائی سلف گورنمنٹ یا کلیسیائی ہوم رول اب ملنے لگا ہے۔ باقاعدہ انتظام ہو رہا ہے۔ ہمیں خدا کا شکر کرنا چاہئیے۔ اور اُس سے برکت اور مدد مانگ کر ہمہ تن اس کام میں مصروف ہو جانا چاہئیے اس اہم کام کو بوجوہ احسن انجام تک پہونچانے کے لئے ہمیں کئی ایک خاص باتوں کی ضرورت ہے جن کے بغیر کام ہرگز نہیں چل سکتا۔ اور اُن باتوں پر ہم فوراً عمل نہ کرینگے اور اس موقعہ کو ہاتھ سے جانے دینگے۔ تو پھر یہ وقت جاتا رہیگا اور پھر شاید کبھی ہاتھ نہ آئیگا۔ لہٰذا ذیل کی باتوں پر ضرور غور کرنا چاہئیے۔ یعنی سب سے پہلی بات یہ کلیسیا میں ہونا چاہئیے کہ ہم سب "ایک" ہو جائیں۔ جو باہمی تفرقے ہیں دور کر دیں۔ ایک سچے ہندوستانی مسیحی قوم بنجائیں۔ نسلی اور ذات پات کے جھگڑے بالکل نکال دیں۔ اپنے سے دوسرے کو بہتر سمجھیں ہر ایک کی فلاحیت اور ترقی کے نہ صرف خواہاں بلکہ ساعی ہوں۔ ایک دل اور ایک خیال اور ایک زبان ہو جائیں۔ پیدا اور اتفاق رکھیں کیونکہ جہاں یکتائی اور اتفاق نہیں وہاں کامیابی نہیں۔ جس گھر میں پھوٹ ہو وہ برباد ہو جاتا ہے اور

جس سلطنت میں نفاق ہو وہ سلطنت قایم نہیں رہ سکتی۔ اس کی تازہ اور افسوسناک مثال سلطنت روس کی ہے۔ جو دنیا میں اس قدر بڑی تھی کہ سب اس سے کانپتے تھے۔ مگر آج نفاق کے سبب سے اُس کا حشر کیسا خراب ہوا۔ جس کی سدھرنے کی کچھ اُمید نہیں۔ دوسری طرف اتحادیوں کو دیکھو جو نہ اصل معنوں میں اتحادی ہیں۔ جو چٹان کی طرح مضبوط اور قایم اور ٹھوس ہیں۔ جرمن اس چٹان کے ساتھ چار سال سے ٹکریں مار رہا ہے اور وہ ہلنے میں نہیں آتے اور خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ اگرچہ کہیں کہیں اُس چٹان پر سے تدرے پتھریں اُتر بھی جاتی ہیں مگر وہ سب صرف عارضی ہیں۔ وہ اصل چٹان کو جنبش نہیں ہے اور نہ ہوگی۔ ایسا ہی ہندوستانی مسیحیوں کو عموماً اور ہندوستانی مسیحیوں کو جو پرسبٹیرین کلیسیا سے تعلق رکھتے ہیں خصوصاً خیال اور عمل کرنا چاہئیے تاکہ اور مسرت اور آرام کا خوبصورت چہرہ نظر آجائے اور ہمیشہ زیر نظر رہے۔

دوسری بات جو اس سے بھی زیادہ ضروری ہو بلکہ اُس پہلی بات کے اندر موجود ہے اور اُس سے منتج ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ چھوٹوں اور غریبوں کو دیکھو۔ اگر اُن کو بیروں کے برابر سمجھا جاتا ہے۔ تو اُن کی زیادہ خبرداری اور حفاظت اور مدد کرو۔ بدن کے وہ اعضا جنہیں ہم دوروں کی بہ نسبت ذلیل جانتے ہیں۔ اُنھیں کو زیادہ عزت دیتے ہیں۔ اور ہمارے نازیبا اعضا بہت زیبا ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ خدا نے بدن کو اس طرح مرکب کیا ہے۔ کہ جو عضو محتاج ہے اسی کو زیادہ عزت دی جائے تاکہ بدن میں تفرقہ نہ پڑے بلکہ اعضا ایک دوسرے کا برابر فکر رکھیں۔ اور خداوند مسیح نے بھی فرمایا ہے کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ چونکہ تم نے میرے اِن سب سے چھوٹے بھائیوں میں سے

کسی ایک کے ساتھ یہ کیا۔ اس لئے میرے ہی ساتھ کیا۔" اور اسباب کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے کہ چھوٹوں ہی کے ذریعہ سے کامیابی ہوتی ہے۔ میدان جنگ میں فوجوں کو دیکھو غریب اور عوام الناس ان پڑھوں میں سے سپاہی بھرتی ہوتے۔ اور ہمارے ملک اور بادشاہ کے لئے جان دیتے ہیں۔ اور سرکار اور فوج کے کمانڈروں اور جرنیلوں وغیرہ عہدہ داروں کو دیکھو کہ ایک ایک سپاہی کی کیسی قدر اور پرورش اور حفاظت کرتے ہیں۔ اُن کے ساتھ ہو کر لڑتے مرتے ہیں۔ بلکہ اکثر تو اپنی پلٹن سے آگے ہوتے ہیں نہ کہ پیچھے۔ بادشاہ رعایا ہی کی پرورش سے بادشاہی کرتے ہیں۔ رعایا کی آسائش اور ترقی سے بادشاہ کی آسائش اور ترقی ہے۔ رعایا ہی کی مضبوطی سے بادشاہ کی مضبوطی اور استواری ہے۔ جو لوگ کلیسیا میں بڑے ہیں یا بڑے ہونگے۔ اُنہیں لازم ہے کہ چھوٹوں کا بڑا خیال رکھیں۔ گرے ہوؤں کو اُٹھائیں۔ کمزوروں کو زور آور بنائیں۔ اُن کے سامنے کوئی ایسی بات نہ رکھیں کہ جن سے وہ ٹھوکر کھا کر گر جائیں۔ خداوند یسوع مسیح کے اس اصول متواضعانہ کے مطابق عمل کریں کہ "جو تم میں بڑا ہونا چاہے وہ سب کا خادم بنے" اور خداوند مسیح کا نمونہ لے۔ جس کی بابت سینکڑوں برس سے یہ پیشینگوئی ہو چکی تھی کہ "وہ مسلے ہوئے سینٹھے کو نہ توڑیگا اور دھُکتی ہوئی بتی کو نہ بجھائیگا۔" کامیابی کا دوسرا راز اور ذریعہ یہی ہے۔

تیسری ضروری اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہم خدا سے دعا کرتے رہیں اُس پر بھروسہ رکھیں۔ کیونکہ کہا گیا ہے کہ "مانگو تو تمہیں دیا جائے گا ڈھونڈو تو پاؤ گے۔ دروازہ کھٹکھٹاؤ تو تمہارے واسطے کھولا جائے گا۔" اگر ہم خداوند سے الگ رہیں تو ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔" مسیح کا فرمانا ہے اور قطعی اصول ہے۔ کہ "مجھ سے جدا ہو کر تم کچھ نہیں کر سکتے۔" اور پھر "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر باپ سے کچھ مانگو گے تو میرے نام سے تم کو دیگا۔" غرضیکہ کامیابی کا راز اور مدار اس اصول پر ہے اس کو کبھی بھولنا نہ چاہئے۔ اپنے دل سے نیک نیتی سے اور خدا پر بھروسہ رکھ کر اور خداوند مسیح کے نام سے مانگنا چاہئے۔ ایسے کام کے لئے دعا اور روزہ اور خاکسار بننے اور محنت کی ضرورت ہے۔

پس ناظرین! اگر ہندوستانی مسیحی کلیسیائی سلف گورنمنٹ کے آرزومند ہیں تو لازم ہے کہ وقت کو ہاتھ سے جانے نہ دیں۔ اور اتفاق اور محنت سے کام کریں۔ اور خدا سے امداد کے لئے ہمیشہ دعا میں لگے رہیں

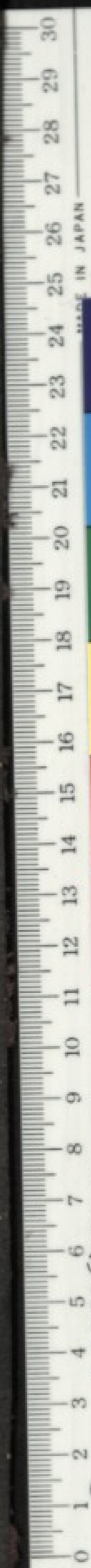
گناہ کا منبع کہاں ہے؟

یہ ایک حقیقت از عقل و تجربہ سے ثابت حقیقت ہے کہ گناہ کا ماخذ اور منبع انسان کے اندر ہی ہے نہ کہ انسان سے باہر۔ جب آدمی روزمرہ کے حالات گردوپیش سے دوچار ہوتا ہے جب سوسائٹی میں زندگی بسر کرتا اور مردوں اور عورتوں سے ملتا جلتا ہے جن میں سے بعض دلفریب اور بعض نفرت انگیز ہیں۔ تو اُن میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو گناہ آلودہ اور معصیت خیز ہو۔ ذات انسانی کے ترکیبی عناصر اُس کے حیوانی خواہشات اور میلانات اور طبعی جذبات اور ادراکات و احساسات یہ سب چیزیں ایک پل بھر کے لئے بھی گناہ کا منبع یا مخرج تسلیم نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ گناہ انسان کے اندر ہے نہ کہ خارج میں۔ اشیاء فی نفسہ نہ اچھی ہیں نہ بری۔ یہ نہ اخلاقی ہیں نہ بد اخلاقی۔ دنیا اور اُس کی چیزوں کے درمیان صرف انسان ہی ایک اخلاقی ہستی ہے کیونکہ انسان کے اندر ایک اخلاقی اصول اور ذات ہے اور وہ بھی نہ تو گناہ آلودہ اور نہ معصیت خیز ہے۔

لیکن انسان میں قوت انتخابیہ ضرور ہے۔ اور مرضی بھی جس کے سبب سے انسان محض حیوان مطلق نہیں ہے۔ اور ہر روز دنیا و مافیہا سے انسان کو واسطہ پڑتا ہے اور وہ انسان کو اپنی طرف کھینچتی ہیں اور اُس کا مطالبہ کرتی ہیں۔ اور یہ مطالبہ انسان کو زندگی کے احوالات سے آن کر پڑتا ہے اور اُس کے سامنے دو بالمقابل راہیں نظر آتی ہیں۔ یا بطرز دیگر اس کے سامنے عمل کے دو بالمقابل سلسلے نظر آتے ہیں۔ اور اُن میں سے کسی ایک کو پسند یا ناپسند کرنے کی قوت انسان میں ہوتی ہے۔ پس جب ان دو بالمقابل راہوں کے سروں پر انسان کھڑا ہوتا ہے تو اُس کی مرضی ہے کہ اُن میں سے کسی ایک کو پسند اور اختیار کرے۔ خواہ وہ دہنے ہاتھ والے راستہ پر جائے خواہ بائیں ہاتھ والے رستہ پر۔ لہذا گناہ کے مسئلہ کا انحصار ہماری پسندیدگی ہی پر ہے۔ نہ کہ اُن راہوں اور اُن پر کی چیزوں پر۔ اس صورت میں مختلف حالات میں متفرق چیزوں کے مفید اور مضر ہونے کا خیال مدنظر رکھ کر مضر چیز کو جو حالات کی طبیعت و حیثیت کی وجہ سے مضر کہی جاتی ہے۔ اختیار اور استعمال کرنا ہی گناہ ہے۔ یہ ایک معیار ہے۔ اور اگر انسان اُس معیار کے مطابق کسی شے کو اختیار اور استعمال کرے یا برعکس عمل کرے تو وہ گناہ کرنے سے بچ یا گناہ کر سکتا ہے۔ یا بہ الفاظ دیگر وہ آزمایش سے بچ یا اُس میں پڑ سکتا ہے۔ یہی فلسفہ اُن آیات میں ہے جو یعقوب کے خط عام ۱ : ۱۳ سے ۱۵ میں مذکور ہیں۔ غور سے پڑھو۔

دنیا نے اُسے نہ پہچانا

جب خداوند یسوع مسیح دنیا میں موجود تھا تو بے شمار ایسے لوگ موجود تھے جنہوں نے





باوجود اس کے کاموں اُس کی حالت اُس کی خصلت اُس کی عادات اُس کی قدرت اور طبیعت کے میلان کو بخوبی دیکھتے ہوئے کبھی اُسے نہ پہچانا۔ حتیٰ کہ یوحنا بپتسمہ دینے والے نے بھی جو اُن سب سے بڑا تھا جو عورتوں سے پیدا ہوئے ہیں مسیح کو نہ پہچانا (یوحنا ۱: ۳۱ و ۳۳) اور جب یوحنا قید میں تھا تو بھی وہ مسیح سے واقف نہ تھا۔ تب ہی تو اُس نے شاگرد بھیج کر اُس سے پچھوا بھیجا تھا۔ اُس کے شاگردوں میں سے بھی جو ہمیشہ اُس کے ساتھ رہتے تھے بعض نے اُسے نہ پہچانا۔ مثلاً فیلبوس، اور تھوما اُس کی بستی پاس اُس کے بعض شاگرد۔ لیکن جب روح القدس نے انہیں بتا دیا تب وہ پہچان گئے۔ ہمارے زمانہ کا بھی یہی حال ہے کہ دنیا اُسے نہیں پہچانتی۔ وہ حقیقی نور ہے۔ اور دنیا میں جیسا پہلے چمکتا تھا ویسا اب بھی چمکتا ہے۔ مگر لوگ اُس کو نہیں پہچانتے۔ کلیسیا میں بھی ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو اُسے نہیں پہچانتے اگر اُسے پہچانتے تو اُس کے پیچھے جاتے۔ دل اور اپنے کاموں اور باتوں سے اُس کی فرمانبرداری اور عزت کرتے۔ لہٰذا خدا کے روح پاک کی ضرورت ہے کہ وہ خود اُن کو بتا دے۔ اور اُن کے ذہنوں کو اور اُن کی روحانی آنکھوں کو کھول دے تاکہ وہ اُسے دیکھیں اور پہچان لیں۔ اور اُس کی سچی فرمانبرداری اور عزت کریں جو اُس کا حق ہے۔ پس ہمیں خدا سے دعا کرنا چاہیے کہ وہ اپنا روح پاک عطا کرے تاکہ لوگ اُسے پہچان لیں اور اُس کی تابعداری کریں۔

اندھوں کی پلٹن

ناظرین! یہ ان اندھوں کی پلٹن ہے۔ جو میدان جنگ میں رہتی اور آزادگی کے لئے لڑتے ہوئے اپنی بصارت سے محروم ہو گئے ہیں۔ اُن کی یہ بنائی ہیں سینٹ ڈنسٹن، ریجنٹس پارک۔ لندن میں ٹھہرائی گئی ہے جس میں اُن کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے۔ نصف سے زیادہ اس وقت اس مقام میں جبکہ باقی ماندہ تعداد تعلیم اور تربیت پاکر اپنے اپنے گھروں میں جا بسے ہیں۔ یا ابھی ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ اگرچہ یہ سب عین عالم شباب میں بینائی جیسی نعمت عظمیٰ سے محروم ہو چکے ہیں۔ تس پر بھی وہ ویسے ہی صاحب جنگ ہیں جیسے وہ پہلے تھے اور ویسے ہی جوش اور طاقت اور شجاعت سے بھرے ہوئے ہیں جیسے وہ میدان جنگ میں تھے۔ تعلیم اور تربیت پاکر وہ ایسے ہی کام کرنے والے۔ اپنے ہاتھوں سے کمائی کرنے والے خوش۔ مفید۔ معمولی شہری بن گئے ہیں۔ جیسے ملک کے تندرست اور بینا مرد اور عورتیں ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ اُن کی صرف آنکھیں نہیں ہیں اور بس۔ نئے طریقوں سے انہیں بخوبی چلنا۔ لکھنا۔ پڑھنا۔ بغیر دیکھے چیزوں کا بنانا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں انہیں پورے کاریگر بنا دیا گیا ہے۔ اور اب وہ اگرچہ جنگ کرنے والی فوج نہیں۔ مگر کاریگروں کی فوج تو ضرور ہیں۔ لیکن چونکہ وہ نابینا ہیں اس لئے وہ مدد کے محتاج ہیں۔ اُن کی پرورش اور مدد کا عمل اور کام کاج کے متعلق باقاعدہ طور پر بندوبست کر دیا گیا ہے۔ توقع کی جاتی ہے کہ ہندوستان کے باشندے دل و جان سے اُن کی امداد ضرور کریں گے۔ اور عملی طور پر اُن کے ساتھ ہمدردی کرنے سے دریغ نہ رہیں گے۔ جو رقم چھوٹی سی چھوٹی خواہ وہ کیوں نہ ہو اُن کی مدد کے لئے بھیجی جائے گی۔ وہ بڑے شکریہ اور خوش دلی سے قبول کی جائے گی اس آرگنائزیشن کے مربی ہماری ملکہ معظمہ ہر مجسٹی کوئن الیگزینڈرا ہیں۔ تمام چندہ ذیل کے پتہ پر روانہ ہونا چاہیے۔

To The Treasurer
St. Dunstan's,
Regents' Park
N.W. I.

روحانی زندگی کا انحصار

اگر ہم چاہتے ہیں کہ روحانی زندگی ہمارے اندر آ جائے۔ اور وہ روحانی زندگی ہم میں قائم اور ہم میں سے جاری رہے تو چاہیے کہ ہم مسیح میں ایسے پیوست ہو جائیں اور اس میں ایسا جڑے رہیں جیسے کہ ڈالی اپنے درخت میں جس زمین میں ہم مثل پودے کے لگے ہوئے ہیں اور جس سے ہماری روحانی سرسبزی اور نشوونما ہر روز افزا ہوتی ہے اُس زمین میں دو خاص اجزا مسیح کا فضل اور مسیح کا علم ہے فضل سے مراد وہ محبت ہے جو کسی بڑے آدمی سے کسی چھوٹے آدمی کے ساتھ کی جاتی ہے۔ جو نہ صرف اُس محبت کا مستحق ہی نہیں ہے۔ بلکہ جس نے بہت سے ایسے کام کئے ہیں جن کے سبب سے اُس نے محبت کرنے والے کو سخت ناراض اور بے عزت کیا ہے۔ مسیح اُس کی لا انتہا محبت کو جانتا اور مسیح سے ہر روز زیادہ زیادہ رفاقت رکھنا جیسے کہ دوست دوست سے یا بھائی بھائی سے۔ یہی وہ علم ہے جو مسیح کی بابت اور مسیح سے ہم کو ملتا ہے۔ فضل آسمان سے اترتا اور علم زمین سے اوپر چڑھتا ہے۔ یہ دونوں مسیحی کی روحانی زندگی میں باہم ملجاتے ہیں اور تب مسیحی کی روحانی زندگی زیادہ مجلی اور خوبصورت اور مفید اور قیمتی بنجاتی ہے ۲ پطرس ۳: ۱۸ کو غور سے پڑھو۔

مکتی فوج کے ایک کرنیل کی میم صاحبہ کے آخری الفاظ

مکتی فوج کے لیفٹیننٹ ڈاما مورو کی میم صاحب جو حال ہی میں جاپان میں فوت ہو گئی ہیں۔ کہتے ہیں کہ وہ نہایت ہی غیر معمولی قابلیت کی اور بہت عزیز عورت تھی۔ کالج کی گریجوایٹ اور ایک بڑے کنبے کی والدہ اور اپنے شوہر کے کام میں بڑا اعتبار کی حصہ لینے والی ہوئی تھی۔ اُس کے موت کے وقت کے الفاظ یہ تھے۔ مجھے خوشی مسیح کی صلیب کے پہلو میں ہے۔ اُس کی موت کے بعد اُس کے خاوند مسٹر ڈاما مورو نے اس کی ڈائری دیکھتے دیکھتے اُس کا یہ مضمون لکھا ہوا پایا کہ وہ اپنا کوئی نیا لباس نہ بنائے گی تا وقتیکہ وہ پچاس برس کی عمر کو نہ پہنچ جائے تاکہ وہ رقم ولیم بوتھ میموریل ٹیوبرکیولوسس سینیٹوریم کی تعمیر میں دے دے۔ جو حال میں ٹوکیو کے قریب کھولا گیا تھا۔ یہ تاران مشن کی تاریخ کا ایک درخشاں جوہر ہے۔ اور ایسے ہی جوہر خداوند مسیح کے شاہی تاج کی رونق اور نشان ہو نگے۔ یہ میم صاحب سچی خود انکاری اور جان نثاری کا عمدہ نمونہ ہے۔

پادری ای پی نیوٹن صاحب کی وفات

امریکن پریسبٹیرین مشن پنجاب کے متعلق پادری ای پی نیوٹن صاحب سے پنجاب کے مسیحی خصوصاً اور ہندوستان کے مشنری صاحبان اور دیسی مسیحی عموماً بخوبی واقف ہیں۔ آپ کی عمر غالباً ۸۰ برس سے کچھ کم ہی کی تھی۔ آپ نے پنجاب میں بشارتی کام بڑے شغف اور دل وجان اور جانفشانی سے کیا۔ اور آپ ۱۰ ماہ رواں کو جلال پور جٹاں ضلع گجرات کے ہسپتال میں مسیح میں سو گئے۔ اور ہمیشہ کے آرام میں جا پہنچے ہیں۔ ہمیں اس بزرگ اور محنت کش اور سچے مسیحی اور مسیح کے جفاکش اور وفادار سپاہی کی جدائی کا از حد افسوس ہے۔ اگرچہ ساتھ ہی اس بات سے بھی خوشی ہے کہ وہ اپنی زمینی دوڑ کو پورا کر کے حقیقی اور ابدی آرام میں پہنچ گیا اُس خدا باپ کے حضور حمد اور تعریف کی خدمت میں شامل ہو گئے۔ اور شہیدوں کی نامدار فوج میں داخل ہو گئے ہیں۔

تمباکو نوشی کے خلاف مسودہ قانون

مسیحیوں میں جو سوسائٹیاں تمباکو نوشی کے خلاف ہیں وہ یہ سن کر خوش ہونگی کہ پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے حال کے جلسہ میں لودیانہ کے آنریبل سردار بہادر گجن سنگھ صاحب نے کمسن بچوں میں تمباکو نوشی کے انسداد کا مسودہ قانون پیش کر دیا ہے۔ پیش کرنے سے پہلے آپ نے ایک طویل تقریر کی جس میں انہوں نے بتایا کہ اس وقت تک جو رائیں اس مسودہ قانون کے متعلق وصول ہوئی ہیں وہ اُس کے حق میں ہیں۔ مثلاً چیف کورٹ کے چار ججوں کی رائیں۔ انتظامی افسروں کی رائیں جیسے کمشنر صاحب انبالہ۔ ڈپٹی کمشنر صاحب لائلپور۔ کمشنر صاحب راولپنڈی۔ ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور۔ ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور۔ کمشنر صاحب ملتان۔ ڈپٹی کمشنر صاحبان شاہ پور۔ سیالکوٹ۔ مظفرگڈھ۔ جالندھر۔ گوجرانوالہ۔ راولپنڈی۔ منٹگمری اور ڈیرہ غازیخاں۔ لودیانہ وغیرہم ان سب صاحبان کی رائے ہے کہ ایسے قانون کی ضرورت ہے۔ اور نوجوانوں کو اس سے بہت فائدہ ہوگا۔ آنریبل صاحب موصوف نے یہ بھی فرمایا کہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ ایک دو ہندوستانی افسروں نے اس مسودہ قانون کے خلاف رائے ظاہر کی ہے اور چند یورپین ڈپٹی کمشنروں نے بھی اس کی مخالفت کی ہے۔ لیکن جب اُن کی رایوں کا مقابلہ اُن کثیر التعداد راوں سے جو اُس کے حق میں دیگئی ہیں کیا جائے تو وہ بالکل غیر ضروری ہو جاتی ہیں۔ چیف خالصہ دیوان امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی امرتسر۔ ٹمپرنس ایسوسی ایشن لاہور۔ ٹمپرنس لیگ لاہور۔ ٹمپرنس ایسوسی ایشن دھلائی۔ ینگ مینس لیگ سرگودھا۔ ٹیچرز ایسوسی ایشن راولپنڈی۔ ہیڈ ماسٹرس ایسوسی ایشن لاہور۔ ہیڈ ماسٹرس ایسوسی ایشن جالندھر۔ آریہ سماج۔ برہمو سماج اور دیگر انجمنیں جنکا تفصیل کے ساتھ شمار کرنا مشکل ہے ان سب نے اس مسودہ قانون کی زبردست حمایت کی ہے۔ ہندوؤں کی پبلک رائے تمام و کمال میرے ساتھ متفق ہے۔ پنجاب کے زیادہ بارسوخ مسلمان اصحاب اس کے زبردست حامی ہیں۔ تمام پنجاب کے تعلیمی افسروں نے متفقہ طور پر اپنی رائے اس مسودہ کے حق میں ظاہر کی ہے۔ اسی طرح پنجاب کے اردو اور انگریزی اخبارات بھی تہ دل سے اس مسودہ قانون کے حق میں ہیں۔ یہ ہے آنریبل صاحب کی تقریر پر تاثیر کا خلاصہ جو ہم نے اپنے پاٹھکوں کے فائدہ اور واقفیت کے لئے درج کر دیا ہے۔ اس مسودہ قانون کے خلاف رائیں بہت کم ہیں اس لئے وہ نظر انداز کر دیگئی ہیں۔



ان حملوں میں جرمن کا کتنا نقصان ہوا

گذشتہ مہینے کے اواخر سے جب سے کہ جرمن نے جارحانہ حملے کرنے شروع کئے ہیں آج تک یعنی ۴ اپریل تک جب سے کہ اس جارحانہ حملہ میں وقفہ اور التوا پڑگیا ہے۔ جرمن نقصانات کا تخمینہ یہ لگایا جاتا ہے کہ جرمن کے ۲۰۸ ویں ڈویژن کا ۹۰ فیصدی اور ۹۸ ڈویژن کا ۸۰ فیصدی نقصان حملہ کے پہلے دن ہوا۔ اور ۲۹ مارچ کو تمیرس پر حملہ میں ۴۰ فیصدی نقصان ہوا۔ دریائے سکارپ کے شمال میں جو چوتھی ڈویژن نے حملہ کیا تھا وہ سخت نقصان پہونچنے کے سبب سے شکست ہوگیا۔ مقام ہام کے لے لینے میں ۵۰ فیصدی اور دریائے سوم سے پار ہونے میں پانچویں ڈویژن کا مزید نقصان ہوا۔ ۴ اپریل پیرس کی خبر براہ لنڈن یہ ہے کہ ایک نیم سرکاری بیان مظہر ہے کہ موجودہ خاموشی اور وقفۂ جنگ کی وجہ یہ ہے کہ جرمن کے ۳ لاکھ آدمی ہلاک اور مجروح ہوگئے۔ اور چونکہ سڑکیں بہت خراب ہیں۔ اس لئے توپ خانے میں جرمنوں کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اور جونہی کہ جرمن اپنے شکستہ ڈویژنوں کو از سر نو مرتب کریں گے اور سامان فراہم کریں گے وہ پھر نیا جارحانہ حملہ شروع کرینگے مگر فرنچ اور برٹش بھی جنہیں گھنٹے گھنٹے بعد کمک پہونچ رہی ہے۔ اس رد کا مقابلہ کرنے کو تیار ہو جائیں گے۔ بعد کی تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن کی ۱۲۶ ویں انفنٹری رجمنٹ کا ایک قیدی کہتا ہے کہ وہ جب قید ہوا تھا تو اس کی رجمنٹ کی تین بٹالینوں میں کمپنی کی طاقت کی اوسط تمام مراتب کی صرف ۴۰ تھی ۱۱۹ ویں انفنٹری ریزرو رجمنٹ کے ایک قیدی سپاہی نے بتایا کہ اس کی رجمنٹ میں سے صرف ۸۰ آدمی ۲۵ مارچ پر باپوم پہونچے۔ اور جب کمکیں آپہنچیں تو ان میں تمام مراتب کے ۳۵۰ آدمیوں سے زیادہ تھے۔ مگر جب بٹالین کی از سر نو ترتیب کی گئی تو وہ ایسی کمزور تھی کہ اس میں یکم اپریل پر صرف دو کمپنیاں تھیں۔ جن میں کل مراتب کے ۱۲۰ آدمی شامل تھے۔ ۲۲ ویں انفنٹری ریزرو رجمنٹ کی دوسری بٹالین میں جارحانہ حملہ کی ابتدا میں صرف ایک ہزار تھے۔ جن میں سے صرف ۸۰ باپوم پہنچے اور جب ہم نے ۲۵ مارچ پر حملہ کیا تو ۵۰ اور ۶۰ کے درمیان ہلاک ہوگئے۔ پس ظاہر ہے کہ اس طرح فوجوں کی فوجیں تباہ ہوتی چلی گئیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ جرمنوں نے نہایت اسراف کے ساتھ بے تحاشہ آدمی قتل کروا ڈالے۔ جس سے دشمن کے نقصان کا اندازہ بخوبی لگ سکتا ہے۔

امریکہ میں ہندوستانی

معاصر مخزن مسیحی الہ آباد راوی ہے کہ اخبار "نارویسٹ پرسبیٹرین" میں غالباً پادری جے این فورمن صاحب مرحوم کا آخری مضمون شائع ہوا ہے جس کا عنوان "دی ہندو ایٹ آور ڈور" یعنی ہندو ہمارے دروازہ پر ہے"۔ اس مضمون میں ان بہت سے آدمیوں کی بابت ذکر کیا گیا ہے جو امریکہ کے ساحل بحر الکاہل پر آباد ہیں۔ اور اس میں امریکن مسیحیوں سے پرجوش اپیل کی گئی ہے کہ وہ ان ایسے شخصوں کے لئے اپنے گرجے اور گھر کھول دیں جو ان کے ارد گرد رہتے ہیں ساحل بحر الکاہل پر ہندوستان کے قریب چار ہزار آدمی رہتے ہیں اور کہ صرف چار ہندوستانی عورتیں ان کے درمیان ہیں۔ اس کل تعداد میں سکھ زیادہ ہیں۔ بہت سے مسلمان ہیں۔ اور چند ایک پرانے زمانہ کے ہندو اور نئی روشنی کے آریہ سماجی مگر یہ سب کے سب امریکہ میں جاکر ذات پات کے امتیاز کو تجلا نجلی دے بیٹھے ہیں۔ پادری فورمن صاحب اس مضمون میں کہتے ہیں کہ وہ لوگ بڑے خوش ہونگے اگر کوئی ان کے درمیان جاکر اردو میں بات چیت کرے۔ اور ان کے درمیان کام کرنے کا بڑا اچھا موقعہ ہے۔ مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ بدقسمتی سے بے عیب اور روحانی زندگی بسر کرنے کی بجائے وہ امریکہ کے بگڑے اور گندے طرز عمل کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور ان کی ایسی زندگی بسر کرنے کی کچھ تو وجہ یہ ہے کہ وہ خصوصاً روپیہ کمانے ہی گئے ہیں۔ اور کچھ اس وجہ سے کہ امریکہ کے بہتر درجے کے لوگ جو کلیسیا کے اندر ہیں ان لوگوں سے ربط ضبط رکھنا ہی نہیں چاہتے۔ اس لئے مسٹر فورمن زور سے اپیل کرتے ہیں کہ ان کے ساتھ زیادہ برادرانہ الفت سے پیش آنا چاہئے۔ اس پر ایڈیٹر صاحب مخزن مسیحی لکھتے ہیں کہ ممکن ہے کہ جب ہم وہاں خطوط بھیجیں اور خود یہاں ہندوستان ہی میں ان کے ساتھ اپنے طرز عمل میں ہندوستان اور اس کے باشندوں کی بابت مسٹر فورمن کی اس آخری درخواست میں مدد دے سکیں۔

برہما میں مسیحیت کی اشاعت

معاصر مسافر آگرہ اپنے ایک تازہ پرچہ میں "میری یاترا" کے سلسلہ مضمون کے نیچے برہما میں اسلام کی اشاعت اور اس کے طریقۂ اشاعت کا ذکر کرتے ہوئے وہاں مسیحی مذہب کی اشاعت اور طریقہ اشاعت کا بھی ذکر کرتا ہے۔ اسلام کے طریق اشاعت کی بابت ذرا طویل بیان میں وہ بتاتا ہے کہ جو مسلمان وہاں پہونچے ہیں وہ عموماً تین تین چار چار شادیاں ہی کر کے مسلمانوں کی تعداد بڑھا رہے ہیں۔ مگر مسیحی مذہب کی اشاعت کے طریقہ کی بابت وہ یوں رقمطراز ہے کہ

عیسائیوں کے پرچار کے طریقے اور ان کی محنت۔ جانفشانی و دل لگن سے کون ناواقف

ہے۔ یہ ہمارا اپنے ہی دیس میں روزمرہ کا تجربہ ہے کہ اگر عیسائی مشنریوں کو کسی ایک شخص کے بھی عیسائی بنانے کا کبھی موقعہ ملتا ہے تو وہ تن من دھن سے کوشش کا کوئی صیغہ چھانے بغیر نہیں چھوڑتے۔ پھر بھلا جہاں برہما جیسی کٹی کٹائی کھیتی اُن کے لئے تیار ہو تو وہاں اُن کی سرگرمیوں اور کوششوں کا اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔ اس پر طرہ یہ کہ اُن کا کام آرگنائزڈ لائن پر ہوتا ہے اور تقسیم کام کے مفید عام مسئلہ سے عیسائی مشنری پورا پورا فائدہ اُٹھانا جانتے ہیں۔ پس مسلمانوں کی طرح عیسائیوں کا کام صرف بڑے بڑے شہروں میں خانقاہوں تک ہی محدود نہیں ہے۔ بلکہ ملک کے تاریک سے تاریک کونہ تک میں مسیحی کام کی روشنی پہونچی ہوئی ہے۔ اور اس ہی کے مطابق مسیحی مذہب کو اس دیش میں غیر معمولی و حیرت انگیز کامیابی بھی حاصل ہو رہی ہے۔ اور ملک کے ہر حصہ میں برہمی لوگ بڑی تیزی کے ساتھ عیسائی ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ویسے بھی برہمی لوگ بمقابلہ اسلام کے عیسائیت کو زیادہ پسندیدہ نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ عیسائیت کی ترقی کے شمار و تعداد بھی پھر کسی موقعہ پر پیش کروں گا۔

ہندی زبان کی حمایت

گذشتہ ہفتہ ہم نے سندھ میں اُردو کانفرنس کا ذکر کرتے ہوئے بتایا تھا کہ اُردو زبان کی ترویج میں مسلمان کیسے سرگرم کار ہیں۔ اب ہم بتانا چاہتے ہیں کہ اس کے مقابل میں ہندی زبان کی حمایت میں اُدھر ہندو بھی بڑی کوششیں کر رہے ہیں۔ چنانچہ اندور میں ہندو لٹریری کانفرنس کے جلسہ پر مسٹر گاندھی نے اپنی صدارتی تقریر کرتے ہوئے کہا کہ سارے شمالی ہندوستان میں ہندو اور مسلمانوں کی مشترکہ زبان ہندی ہی ہے۔ ہندو لوگ اس کو دیوناگری میں لکھتے ہیں اور مسلمان عربی حروف میں۔ جو خوبصورتی ہندی زبان میں ہے وہ لکھنؤ کی فارسی اور پریاگ کے پنڈتوں کی سنسکرت میں نہیں ملتی۔ اور کہ جس طرح ہندو مسلمانوں کا اختلاف بناوٹی ہے۔ اسی طرح ہندی اُردو کا جھگڑا بھی فرضی اور بناوٹی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ قومی زبان کے مسئلہ کے حل ہو جانے کے وقت ہندی اُردو کا جھگڑا بھی خود بخود حل ہو جائیگا ہماری قومی زبان انگریزی کبھی نہیں بن سکتی۔ ہاں انگریزی زبان کی بحیثیت زبان کے میں کبھی مخالفت نہیں کرتا کیونکہ انگریزی زبان ہی کی بدولت ہمیں موجودہ سائنٹیفک علوم حاصل ہو سکتے ہیں۔ اپنی تقریر کے اختتام پر آپ نے ہندی زبان کی ترقی اور اشاعت کے بڑے موثر اور دلچسپ مختلف ذرائع بتائے۔ جس کے خاتمہ پر مہاراجہ ہلکر نے دس ہزار روپیہ کا عطیہ کانفرنس کی امداد کے لئے اعلان کر دیا جس کا صدر مجلس مذکور نے دلی شکریہ ادا کیا۔

تمام ہندوستان کے لئے دعا کا دن

۱۴ ادیں اپریل تمام ہندوستان کے لئے دعا کا دن مقرر ہوا ہے۔ جس میں پہلے شکرگزاری اس بات کے لئے کی جائے کہ باشندگان ہند کو اُن کی بڑی بڑی ذمہ داریوں کے لئے تیار کرنے میں برٹش گورنمنٹ نے مہیا کیا گیا ہے۔ باشندگان ہند نے برٹش سلطنت کی وفاداری کی ہے۔ بمقابلہ دنیا کے دیگر حصوں کے ہندوستان میں اس جنگ کے اثناء میں خدا نے پناہ رہنمائی اور امن قائم رکھا ہے۔ اور کہ ہندوستان میں مسیح کے کام کی ترقی ہوئی۔ اور دوسرے خدا سے درخواست کیجائے برٹش پارلیمنٹ اور سکرٹری آف سٹیٹ اور حضور ویسرائے کے لئے خصوصاً تاکہ وہ ہندوستان کے معاملوں میں دانائی کے ساتھ برتاؤ کریں۔ یہ جنگ بہت جلد اور راستی کے ساتھ انجام کو پہونچ جائے۔ منشیات اور دیگر خرابیوں کے بارے میں جو نئی بیداری ہو رہی ہے اور کہ پرہیزگاری کی نئی روح ہندوستان پر انڈیلی جائے اور کہ ان موقعوں کے دنوں میں مسیحی کلیسیائیں ایمان اور روحانیت اور شجاعت اپنے میں رکھیں۔ اور کہ اس کی روح پاک کے بکثرت انڈیلے جانے کے ذریعہ خدا کی بادشاہی آجائے۔

ہوم رول ڈیپوٹیشن کی واپسی

ہندوستان کا ہوم رول ڈیپوٹیشن جو انگلستان کو جا رہا تھا۔ اور فی الحال سیلون (لنکا) میں ہے۔ اُس کا انگلستان جانا اعلیٰ حضرت ملک معظم و شہنشاہ ہند کے حکم سے بند ہو گیا ہے۔ چنانچہ سیلون کی گورنمنٹ کی جانب سے تلک اور مسٹر کیلکر وغیرہم کو ایک پیغام پہونچا ہے کہ مجھے یہ بتانے کی ہدایت کی گئی ہے کہ انڈین گورنمنٹ کی طرف سے ایک تار موصول ہوا ہے جس میں درخواست کی گئی ہے کہ میں تم کو بتاؤں کہ ہز مجسٹی کی ہوم گورنمنٹ کی زیر ہدایات وہ پاسپورٹس جو تمہیں انگلستان جانے کے لئے دیئے گئے تھے منسوخ ہو گئے ہیں۔ پس تمہارا اور تمہارے دوستوں کا انگلستان میں جانا ناممکن ہے۔ کیا آپ مہربانی سے اسی وقت اس دفتر سے اپنے پاسپورٹوں پر دستخط کروا کر واپس کر دو گے تاکہ فسوخیت کے لئے اُن پر دستخط کر دیئے جائیں؟ اسی حکم کے مطابق پاسپورٹس واپس کر دیئے گئے اور مسٹر تلک نے ۵ تاریخ کو کولمبو کے بہار انیہ کے منڈپ میں تقریر کرتے ہوئے اعلان کر دیا ہے کہ برٹش گورنمنٹ کے حکم سے جو انڈین گورنمنٹ کے ذریعہ سے موصول ہوا پاسپورٹ





(ایڈیٹر نامہ نگار کی راؤں کا ذمہ وار نہیں ہے)

مسیحی کوشش کرنے والی انجمن کا

سالانہ اجلاس بمقام جموّں

از ۲۲ تا ۲۵ مارچ ۱۹۱۸ء مختلف علاقوں سے ڈیلیگیٹ بلائے گئے پر افسوس کہ بارش ۱۲ مارچ رات سے شروع ہو کر ۲۲ مارچ کی شام تک بند نہ ہوئی جس کے باعث بہت اصحاب رُک گئے پر تو بھی چند اصحاب کی شمولیت سے جلسہ بہت برکت کا باعث تھا

پروگرام

۱۸ - ۳ - ۲۲

شام ½ ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک میر مجلس پریذیڈنٹ بابو نبی بخش صاحب۔ پہلے گیت پھر دعا ہوئی اور بعد میں سکرٹری بابو صادق مسیح صاحب نے خوش آمدید کے کلمے ایلچیوں کو دیئے گئے۔

پھر گیت ہوا۔ مسٹر سرجند اس نے اس مضمون پر ہم کو نصیحت دی۔ مسیح کا تعلق کلیسیا کے ساتھ۔ اور بتلایا کہ خونی رشتہ ہے اور اچھا زور دیا۔ آخر دعا سے مجلس برخاست ہوئی

صبح (۱۸-۳-۲۳) دعائیہ ½ ۸ سے ½ ۹ بجے میر مجلس پادری الگزنڈر صاحب۔ جلسہ۔ تعریف۔ دعا اور شکر گذاریاں تھیں

دوپہر (۱۸-۳-۲۳) ½ ۱۲ بجے تک۔ میر مجلس مسٹر سرجند اس صاحب۔ واعظ بابو اللہ رکھا۔ ہم کس طرح سے کرسچن انڈیور کے کام کو ترقی دے سکتے ہیں۔ انہوں نے مضمون کو مثالوں سے خوب دلچسپ بنایا۔ واعظ پادری گہناامل۔ تم دنیا کے نور ہو۔ زور تھا ہم اپنی روشنی دوسروں پر ڈالیں۔ بعدہٗ دعا سے مجلس برخاست ہوئی۔

چار بجے مسز الگزنڈر کی طرف سے چاء کے لئے دعوت دی گئی۔ اور چاء کے میز پر عجیب سماں تھا کیونکہ یہ گیت جوش سے گایا جا رہا تھا۔

جے جے مسیح کی جے مصلوب جو ہوا ہے

شام (۱۸-۳-۲۳) ½ ۸ سے ۱۰ بجے تک مجلس پادری گہناامل صاحب۔ واعظ پادری الگزنڈر صاحب کس طرح دوسروں کو مسیح کے پاس لائیں۔ واعظ پادری لعذرس۔ کرسچن انڈیور کے فائدے۔

دونوں مضمون اچھی طرح سے مثالوں سے ادا کئے گئے جلسہ دعا سے برخاست ہوا

صبح (۱۸/۳/۲۴) دعائیہ جلسہ ½ ۸ سے ½ ۹۔ میر مجلس پادری الگزنڈر صاحب۔ دعا اور تعریف اور شکر گزاریاں تھیں۔ اور نہایت ہی مبارک وقت تھا۔

دوپہر (۱۸/۳/۲۴) ۱۱ بجے سے ۱۲ بجے تک اتوار کی عبادت واعظ پادری خیر اللہ صاحب پروفیسر سینٹ جانس کالج لاہور مضمون۔ تیرا راج آوے۔ چونکہ پادری صاحب نے اچھی طرح مضمون ادا کیا تھا۔ سب طرف سے تعریف کے نعرے اُٹھتے تھے۔ آخرش دعا سے مجلس برخاست ہوئی۔

شام ½ ۸ سے ۱۰ بجے تک میر مجلس پادری الگزنڈر صاحب واعظ بابو سمسون مضمون چندہ۔ اس کو بابو صاحب نے اچھی طرح سے اور جوش سے خوب ادا کیا۔

جلسہ تقدیس۔ پادری لعذرس۔ چند کلمے کہہ کر یوحنا ۱۷ باب مسیح کی دعا سے نکال کر بتلائے۔ جہاں مسیح کہتا تھا۔ میں اپنی تقدیس کرتا ہوں۔ اور پھر اقرار نامہ پڑھا۔ اور دعا سے مجلس برخاست ہوئی۔ اس جلسہ کے خرچ کی ذمہ دار جموں کی سوسائٹی تھی۔ اور جلسہ ایلچیوں کے اور خود جموں سوسائٹی کے لئے برکت کا باعث تھا۔ خدا کرے کہ برکت دائمی ہو۔ (راقم لعذرس پاسٹر جموں)

۱۹ مارچ ۱۹۱۸ء ۔ لائلپور پریسبیٹری

ہم ممبران لائل پور پریسبیٹری

منعقدہ لائلپور شہر

پادری نثار علی صاحب مرحوم کی زندگی کے لئے خدا کا شکر کرتے ہیں کہ انہوں نے گزشتہ سولہ سال کے عرصہ میں لائل پور پریسبیٹری کی حدود میں بے تکان اور لگاتار محنت سے خدا کی خدمت کی اور پریسبیٹری مذکور کی ممبری کی حیثیت میں تمام فرائض بخوبی ادا کرتے رہے۔

ہم بڑے افسوس کے ساتھ اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ پادری نثار علی صاحب ہمارے درمیان سے اُٹھائے گئے۔ اور اُن کی زندگی کے روحانی تجربہ و صلاح سے محروم رہ گئے ہیں۔ ہم اُن کے بچوں اور دیگر عزیزوں اور خصوصاً مسز نثار علی صاحبہ سے خاص ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور خاص دعا کرتے ہیں کہ خدا اُنہیں تسلی عنایت کرے۔

بقلم خود قادر بخش چیرمین کمیٹی۔ سانگلہ ہل۔

تعلیمیافتہ مسیحی اور مشن کی ملازمت

یکم مارچ کے نور افشاں میں اس مضمون پر کچھ بحث کی گئی ہے۔ جو عبارت کوکب ہند سے اقتباس کی گئی ہے۔ اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ تعلیم یافتہ مسیحی مشن کی ملازمت سے پہلوتہی کرتے ہیں۔ اور اس پہلوتہی کے اسباب بھی بیان کئے ہیں۔ اُن سب وجوہات میں سے جو کوکب ہند نے بیان کی ہیں۔ ایک زیادہ درست معلوم ہوتی ہے۔ یعنی یہ کہ پردیسی مشنری صاحبان کا یہ خیال ہے کہ کم تعلیم کے آدمی زیادہ تعلیم والوں سے بہتر کام کر سکتے ہیں

اور سکتے بھی بلانے ہیں۔ اور پھر یہ کہ مشنریوں کو یہ اندیشہ ہے کہ تعلیم یافتہ لوگ اُن کی برابری کرینگے بہت سے مشنریوں کا یہ خیال ہے جس کے لئے ہمیں اُن پر افسوس آتا ہے۔ پنجاب میں کئی ایک جگہوں میں غریب مسیحیوں کی تعلیم کے لئے ہائی سکول تھے جو اسواسطے توڑ دیئے گئے محض اس خیال سے کہ چونکہ اُن سکولوں میں سے نوجوان عموماً مشن کی ملازمت کے لئے جاتے تھے۔ اُن کو اعلےٰ تعلیم کی ضرورت نہیں ہے۔ کم تعلیم کے آدمی اُن کو کافی ہیں۔

مشنریوں کے اس خیال سے کہ تعلیم یافتہ لوگ ایسا اچھا کام نہیں کر سکتے جیسے کہ کم تعلیم کے لوگ ہم متفق نہیں ہیں۔ ایک پادری یا اس مناد گاؤں میں منادی کا کام کرتا ہے۔ اور اُسکا معمول ہے کہ ہر روز سات آٹھ میل کا دورہ پیدل کرتا ہے۔ اور جگہ بجگہ منادی کرتا ہے۔ کیا آپ ایک گریجویٹ سے جو ابھی کالج سے نکلا ہو یہی توقع رکھ سکتے ہیں؟ کیا آپ توقع رکھ سکتے ہیں کہ اگر گھوڑے کو بیل گاڑی میں جوتا جائے تو ایسا ہی تیز چلیگا جیسے تانگہ یا وکٹوریہ میں؟ آجکل ہمارے آفس میں کئی ایک عارضی کلرک مہینوں سے کام کرتے ہیں۔ اور یوں اُن کو دفتر کے کام سے خوب مہارت ہو گئی ہے۔ بعد ازاں کچھ گریجویٹ بھی بھرتی کئے گئے مگر شروع شروع میں گریجویٹ کم تعلیم والوں کے موافق کام نہ کر سکتے تھے۔ اس لئے کہ انہوں نے وہ کام پہلے کبھی نہ کیا تھا۔ لیکن اس سے یہ ثابت تو نہیں ہوتا کہ گریجویٹ کم تعلیم والوں کی نسبت نالائق ہیں یہی حال مشن کی ملازمت کا ہے۔ اگر گریجوایٹوں کو اُن کی حیثیت اور لیاقت کے موافق کام دیا جائے تو دیکھیں کہ وہ کیسے مفید ثابت ہوتے ہیں۔ جس جس مشن نے گریجویٹوں کو اُن کی لیاقت کے موافق کام دیا ہے۔ انہوں نے دھوکہ نہیں کھایا۔ اس بات کے ثبوت میں نمونہ مثالیں موجود ہیں۔ لیکن ایسے گریجوایٹوں کی تعداد بہت کم ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ تعلیم یافتہ مسیحیوں کی تعداد مشن کی ملازمت میں روز بروز بڑھے۔ مگر یہ ہو کیسے۔ بہت سے مشنریوں کے دلوں میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ اگر گریجوایٹوں کو بھرتی کیا تو ان کی اپنی قدر ماری جائے گی۔

مشن سکولوں اور کالجوں میں تو کسی قدر تعلیم یافتہ نظر آتے ہیں۔ مگر وہ بھی تسلی بخش تعداد میں نہیں ہیں۔ اس لئے کہ وہاں بھی اُن کی بہت کچھ قدر و منزلت نہیں ہوتی۔ جہاں تک ہم کو معلوم ہے پنجاب میں صرف سینٹ اسٹیفنس کالج دہلی میں ایک ایسا کالج ہے جس کا پرنسپل ایک دیسی مسیحی ہے۔ اس سے کیمبرج مشن کی نیک نیتی اور اعلیٰ حوصلگی عیاں ہوتی ہے۔ راولپنڈی گارڈن مشن کالج میں مسٹر ڈانسن بی سب سے بڑے اور پرانے پروفیسر ہیں۔ مگر شاید وہ کبھی بھی پرنسپل نہ ہونگے۔ ویسے ہی لاہور کے فورمن کالج میں مسٹر آر۔ سراج الدین۔ اور آر کے دتا نہایت پرانے پروفیسر ہیں۔ لیکن ہر دو کالجوں کے مالکوں کا وہی خیال ہے جو نور افشاں کے اڈیٹر صاحب کا ہے۔ کہ دیسی مسیحیوں اور پردیسی مشنریوں کا تعلق آپس میں نوکر اور مالک کا ہے نوکر مالک کے برابر کیسے بن سکتا ہے۔ ہم نہیں جانتے اڈیٹر صاحب مشنریوں کو کس نقطۂ خیال سے مالک کہتے ہیں۔ اور یہ خیال ہمارے اڈیٹر صاحب کا ہی نہیں بلکہ خود بہت سے مشنریوں کا بھی یہی خیال ہے۔ سنا ہے کہ بہت سے مشنری کہتے ہیں کہ "یہ ہمارا روپیہ ہے"۔ یہ مشنریوں کی غلط فہمی ہے کہ ایسا خیال رکھتے ہیں۔ یہ روپیہ کسی کے گھر کا نہیں ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ یہ روپیہ ولایت کے امیر و غریب مقدسوں کی خیرات ہے۔ جو ہندوستان میں مسیحی کام کے لئے دیجاتی ہے اور اسی فنڈ میں سے مشنریوں کو خود بھی تنخواہ ملتی ہے وہ روپیہ جو کلیسیا کے نام پر دیا جاتا ہے کلیسیا کا ہے نہ کہ کسی خاص مشنری کا اور کلیسیا میں دیسی پردیسی سب شامل ہیں۔

آجکل ہندو مسلمانوں میں تعلیم کی بہت ترقی ہو رہی ہے اور اس ترقی کرتی ہوئی کیمونٹی میں کام کرنے کے لئے اعلیٰ تعلیم والوں کی ضرورت ہے۔ اور اگر گریجوایٹوں کو وہی تنخواہ دی جائے جو اُن کو باہر مل سکتی ہے۔ اور خوشگواری کا کام دیا جائے تو ہم کو امید ہے کہ وہ مشن کی ملازمت سے بیدلی نہ کرینگے۔ بلکہ اس عجیب کام میں وہ ضرور مشنریوں کا ہاتھ بٹائیں گے۔

یہ سب مشنری صاحبان اپنی میٹنگوں میں اس بات کو پیش کر کے منظور کرا سکتے ہیں۔ اور منظوری کرا کے اس کا تجربہ کر سکتے ہیں۔ لیکن مجھے ڈر ہے کہ وہ خیال جو مدت سے اُن کے دلوں میں سمایا ہوا ہے کہ "یہ روپیہ ہمارا ہے" کچھ کرنے نہ دیگا۔ اور دوسری طرف یہ ڈر ہوگا کہ "وہ ہماری برابری کرینگے"۔ ہماری دعا ہے کہ خدا مشنریوں پر اعلےٰ تعلیم والوں کی ضرورت کو ظاہر کرے۔ فقط

این۔ جیلی۔ از پونہ

موسم گرما کی آمد

گزشتہ دنوں میں یہ نظم اپنے دوستوں کے ایک مجمع میں جو تبدیلئے موسم کا ایک جلسہ کر رہے تھے پڑھی گئی تھی۔ اب اُن کی فرمائش سے ناظرین اخبار نور افشاں کے لئے بھیجی گئی۔

گھٹ گئیں راتیں بڑھا دن سب زمانہ کہہ سکا
ہٹ گیا سردی کا دورہ اب تو گرما آ گیا

گرم کپڑے دور پھینکو اب نہ سینکو کر جھیلا
کوٹ کے بدلے سلاؤ نرم سا اک انگرکھا

بھاری بھاری چھوٹی پیشر اور رضائی و لحاف
لو دری یا مندلی۔ یا تم بھاڑ بو رہا ہے
کھول دو اب تم دریچے اور کھڑکی بے خطر
پھول کھلتے ہیں چمن میں چل رہی تازہ ہوا
جا کے دیکھو تم ابھی وہ بید مشک و کیوڑہ
ہے شگوفوں میں دیا کستوری و عنبر ملا۔
دشت و جنگل ہو گئے بھرپور بھیڑوں سے ابھی
گھاس کی سبزی ہے یا ہے فرش مخمل بچھ چکا
باغ عالم کا ہے نقشہ اب بدلتا ہر گھڑی
نرگس و سنبل کھلے ہیں ہیں کنول بھی جا بجا
بولتے تیتر بٹیر پ۔ فاختہ مور و چکور
ہے مسرت میں بھرا شانوں پہ ہل ہر تا
اپنے اپنے موسموں میں کام اپنے تم کرو۔
فرض کو اپنے نبھو لو رنج و رحمت دو ملا
ہیں خوشی و غم بہم گا ہے خزاں گا ہے بہار
رحم ہے مالک کا ہم پر یہ دیئے جس نے بنا
دھرم کی رکھشا فروزی ہو رہی ہے آجکل۔
پاپ کا طوفان ورنہ ہم کو کر دیگا فنا۔
بعد مدت کے ملا یہ موقعہ اے برق پھر
میں کھڑا ہوں دیکھتا ہے دوستوں کا جمگھٹا
از قلم۔ میر کریم الدین۔ برق۔ مجیٹھا ضلع امرتسر

باران رحمت موجب زحمت ہو گئی

داناؤں اور مبصروں کا قول ہے کہ بارش جب وقت پر ہو۔ موسم خوشگوار و عمدہ ہو۔ لوگ آسودہ حال اور با فراغت ہوں تو ایسے اوقات کو رحمت الٰہی سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اگر بارش بے وقت ہو۔ یا بکثرت ہو۔ طغیانی اور طوفان ہوں۔ مخلوق آرام میں نہ ہو۔ قحط سالی اور وباؤں کا دور دورہ ہو تو ایسے ایام قہر الٰہی سے منسوب کئے جاتے ہیں۔ فی الحال موجودہ وقت میں جو طوفان اور ابر و ہوا کے ساتھ بکثرت بارش کا سلسلہ پنجاب میں شروع ہو گیا ہے۔ یہ علاوہ تکالیف کے موجب بربادی و ہلاکت بھی ہے۔ مکانات کو گرنے کا خطرہ فصلوں کو برباد و تباہ ہونے کا خیال۔ اس پر طاعون کا دورہ اور بے آرامی کس قدر خرابیوں کا موجب ہے۔ وسط مارچ سے بارش کا شروع ہو جانا۔ کسی زمانہ میں سبزی کا خیال دلاتا تھا۔ مگر اب وہ تمام حرف باتیں ہی رہ گئیں۔ کون مانتا ہے کہ اپریل میں بارش کا بند نہ ہونا فصلوں کو تقویت دے گا۔ بلکہ اب تو دھوپ۔ گرمی اور صاف ہوا کی ضرورت تھی کہ کھیتیاں پک کر کاٹنے اور دانہ نکالنے کے قابل ہو جاویں۔ خدا جانے ہمارے گناہوں کا کس قدر بار گراں ہم پر پڑا ہوا ہے کہ ایک منٹ کے لئے بھی آرام و راحت ہمارے پاس نہیں آسکتے۔ مزدور محنت و مشقت کرنے کو باہر نہیں نکل سکتے۔ سکولوں کے لڑکے تعلیم حاصل کرنے کو وقت پر حاضر نہیں آسکتے۔ الغرض جب دیکھو شام کے بعد ہر روز جھکڑ اور طوفان اور بارش اور بجلی کی گڑگڑاہٹ یا مخلوق خدا کہ توبہ توبہ کرتی ہے اس قدر بارش اور پھر بے موقعہ کیا رحمت کہلا سکتی ہے نہیں یہ زحمت ہے جس سے تکالیف اور مصائب بڑھ جاتے ہیں۔ یہ اوقات بیماری کے باعث عبرت دکھاتے ہیں کہ ہم گناہوں سے توبہ کر کے دعا اور نماز میں مشغول رہیں اور نیز نوع سے حسن سلوک پیش آکر دنیا میں آرام و خوشی کی طرف اپنے مالک کو توجہ دلا سکنے کو مستحق ہو جائیں۔ یہ سب خرابیاں صرف گنہگاری اور عصیاں کی شدت کے وقت پیدا ہوتی ہیں۔ بقول شاعر

خاصیت اعمال ما صورت نادر گرفت

امید ہے کہ ہم ان انقلابات عظیم سے متاثر ہو کر اپنے مالک و رزاق سے ڈریں گے اور نیکی و صلاحیت کی طرف مائل ہوں گے۔ تاکہ یہ قدرتی رعب داب اور خوف کم ہوتے جاویں۔ وما علینا الا البلاغ۔

راقم میر کریم الدین برق۔ از مجیٹھا۔ ضلع امرتسر

غزل

اب زمیں پر جیسے گردوں وقار آنے کو ہے
اسی خزاں دیدہ چمن میں پھر بہار آنے کو ہے
نغمہ زن ہیں بلبلیں گل خندہ زن ہیں باغ میں
گلشن عرش بریں کا گلعذار آنے کو ہے۔
برزبان برگ گل ہے وقف صد خوش آمدید
جیسے عالی گہر اور ذی وقار آنے کو ہے۔
رنج میں جس کی صلیبی موت کے تھے زار تم
اے ظہور اب وہ تمہارا غمگسار آنے کو ہے
راقم ظہور مسیح۔

اشتہار

امیونسپلٹی فیروزپور میں ایک لیڈی سپرنٹنڈنٹ کی ضرورت ہے اور لیڈی سپرنٹنڈنٹ کے سپرد کام زنانہ مدرسہ جات کی نگرانی اور بطور اول معلم مڈل ڈیپارٹمنٹ ہوگا۔ اور لیڈی سپرنٹنڈنٹ انٹرنس پاس ہو اور سارٹیفکیٹ کا رکھتی ہو۔

لیڈی سپرنٹنڈنٹ کی تنخواہ بمشاہرہ ۵۰ ماہوار ہوگی

۲۔ ایک معلمہ جو کہ مڈل کی جماعتوں کو تعلیم دے سکے سپرنسپلٹی بڈ کو بمشاہرہ ۳۰ پر ضرورت ہے۔

اندر جلد درخواست ہائے ان آسامیوں کی خانصاحب

خواجہ گل محمد خاں صاحب وائس پریذیڈنٹ کمیٹی فیروزپور

کے نام پر آنی چاہئیں ۔

رسیدزر

مسٹر ڈبی کیمرن	۱۰/
مسز اے والٹر اسکوٹر	ے
مسٹر ایچ این ملپس	ے
ڈاکٹر ایم جیمس	ے
پادری ڈبی ۔ وکلی	ے
مسٹر پولس	۶/
پادری گھنامل	ے
ڈاکٹر آر بیچاپائی	۶/
مسٹر جے وائیل اشتہار	ے
اسپرل ٹیلیگراف سکول	۶/
پادری پی ۔ ای کرٹس	ے
مسٹر ایس ۔ کروتھر	ے
مس اے ۔ ای بسوتھرلینڈ	ے
بابو جھبو مل	ے
بابو مل	ے
پادری سعادت اللہ	ے
بابو دھن سنگھ	ے
بابو کرپا مسیح	۸/
بابو ٹی ریفس	ے
بابو ہیرا سنگھ	ے
بابو بی ۔ ایم حبیب	ے
مسٹر ایس ۔ ایچ بنیجامن	۴/
بابو بالی رام	ے
کپتان سنت سنگھ	ے
مسٹر ایس ٹیوڈر	ے
پادری سنگر داس	۱۲/
پادری جے ۔ بی کیمپل	۲۴
سی ۔ بی ۔ بی سکول	ے
مسٹر ایم ۔ سی ہرمٹ	ے

کرسچن بوائز بورڈنگ سکول لودھیانہ

قائم شدہ ۱۸۷۵ء

تسلی بخش انتظام

حرفتی کارخانہ بورڈنگ عیسائی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ دراز سے جاری ہے ۔ مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کے واسطے لڑکیں بنانے کی غرض سکیم اپریل ۱۹۱۱ء سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن لیڈی صاحبہ کی زیر نگرانی کر دی ہیں جس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے ۔ شرح خرچ خوراک ماہواری فی طالب علم علاوہ فیس جماعت ماہواری فی طالب علم سرکاری شرح متفرقات قیمت کتب و سٹیشنری علاوہ متفقہ بالا کے طالب علم برائے حصول تعلیم مشن سکولوں میں حاضر ہوتے ہیں سکول ہذا میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی وغیرہ مناسب قیمت پر فروخت ہوتا ہے ۔ علاوہ ازیں من رکشا کرو کرنل کیم وغیرہ بھی تیار ہوتے ہیں ۔ مزید حالات بذریعہ خط و کتابت پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں +

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور تقریباً ایک میل شہر سے باہر ایک پر فضا اور صحت افزا مقام پر واقعہ ہے اس کے متعلق وسیع اور ہوادار بورڈنگ ہوس خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کے لئے خوش وضع حوض عبادت کے لئے گرجا گھر اور جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں ۔ مزید براں سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلےٰ تعلیم یافتہ ہیں ۔ سکول ہذا میں چند مسیحی لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے لہٰذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں

المشتہر :۔ پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ۔ ضلع گورداسپور

باغ دل

ایڈیٹر مسٹر محمد اسمعیل صاحب

چندہ سالانہ ۱۲ اگر دو یا زیادہ کاپیاں ایک پتہ پر بھیجی جاویں تو فی کاپی ۱۰ ۔ معرفت پادری ای ۔ ایم ویری ڈی ڈی لودھیانہ ۔

کرسچن بک سٹور لودھیانہ

یہاں قسم قسم کی مسیحی علم ادب کی کتابیں فروخت ہوتی ہیں ۔ جو اردو پنجابی زبانوں میں ٹریکٹ سوسائٹی پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی اینڈ لنڈن سوسائٹی کی طرف سے شائع ہوتی ہے ۔ فہرست کتب کے لئے درخواست بھیجو ۔

منیجر پادری ای ۔ ایم ویری صاحب لودھیانہ

مخزن مسیحی

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو زبان انگریزی اور رومن اردو اکٹھا شائع ہوتا ہے ۔ اس میں عیسائی اور علمی نیز کرسچن میڈیکل کے مضامین اور سنڈے سکولوں کے سبق شائع ہوتے ہیں چندہ سالانہ حسب تنخواہ ۱۲ سے لیکر ... تک نمونہ ایڈیٹر مخزن مسیحی فتحپور ہسوا یوپی سے طلب کر سکتے ہیں ۔

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصول ڈاک ۴/

ہندوستان و پنجاب سے مع " ے

غیر ممالک سے " " ۱۲/

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جاویگی

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا ۱/۸ حصہ	۸/	ے	لعہ
چوتھائی کالم	ے	رعہ	عہ
نصف کالم	لعہ	عہ	صہ
پون کالم	عہ	صہ	ہ
پورا کالم	صہ	صعہ	ماصہ

ہر ایک دفعہ کے لئے فی سطر ۳/ ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا

نوٹ

نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں

پادری ای ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و منیجر نور افشاں کے لئے مشن سٹیم پریس لودیانہ میں باہتمام وائلی برادرز چھپا ۔